۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء

ہفتہ وار

ہماری زبان

جلد ۳۰ | ایڈیٹر: آل احمد سرور | شمارہ ۳۵

اس شمارے میں

اداریہ

اپنی ریاستی شاخوں سے

انجمن کی ریاستی شاخوں سے ہم نے ان کی کارگزاری کی رپورٹ طلب کی تھی۔ جن شاخوں نے اپنی رپورٹ بھیجی وہ بہت مختصر تھی۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ مفصل رپورٹ بھیجیں۔ جن شاخوں نے کسی مجبوری کی وجہ سے اب تک رپورٹ نہیں بھیجی اُن سے درخواست ہے کہ وہ جلد سے جلد رپورٹ ضرور بھیج دیں۔

ریاستی شاخوں کو ایک گشتی کے ذریعہ سے اس طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ "اردو گھر" کی تعمیر شروع ہوگئی ہے اور ہمیں ابھی اس عمارت کو مکمل کرنے اور اس کے لئے ضروری ساز و سامان فراہم کرنے کے لئے ساڑھے تین لاکھ روپیہ کی مزید ضرورت ہے۔ کچھ شاخوں نے چندے کی مہم شروع کردی ہے۔ دوسری شاخوں کو بھی اس اہم کام میں جلد سے جلد حصّہ لینا چاہیے۔ ہمیں یقین ہے کہ اردو گھر کی تکمیل میں شاخوں کا قرار واقعی حصّہ ہوگا۔

اردو زبان کی بقا اور ترقی کے عمومی مسائل کے علاوہ ہر ریاست کے خصوصی مسائل بھی ہیں۔ اس سلسلے میں ریاستی شاخوں کے لئے مناسب یہ ہوگا کہ وہ مقامی شاخوں کی مدد سے اپنا اور مقامی شاخوں کا کام متعین کریں اور ان کے نزدیک جہاں مرکزی انجمن کو کارروائی کرنا چاہئے اس کے لئے مرکز کو لکھیں۔

ریاستی شاخوں کے سامنے سب سے اہم مسئلہ ابتدائی اور ثانوی تعلیم اردو کے ذریعہ سے دینے کا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ہر ریاست کی ضروریات کا جائزہ لینا چاہئے۔ پھر مقامی شاخوں کو ہدایت کرنا چاہئے کہ وہ اپنے حلقے میں ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مقامی افسروں کو متوجہ کریں اور ریاستی شاخ ریاستی حکومت کو توجہ دلائے۔ اس کے ساتھ ریاستی شاخ کو لسانی اقلیتوں کے کمشنر سے بھی رابطہ قائم کرنا چاہئے اور مرکزی انجمن کو باخبر رکھنا چاہئے۔

ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کا مسئلہ آتا ہے۔ سو ابتدائی اسکولوں پر دس ثانوی اسکول اور

دس ثانوی اسکولوں پر ایک کالج کا فارمولا، ہمارے نزدیک مناسب بھی ہے اور قابل عمل بھی۔ پہلے ایسے شہروں اور اضلاع سے شروع کرنا چاہیے جہاں اس مہم کے چلانے میں آسانی ہو۔ اسکولوں کے انتظام کے سلسلے میں، استاد کی تربیت، کتابوں کی فراہمی اور استاد کے گریڈ کے مسئلے کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے۔ ہر جگہ اس بات پر اصرار کرنا چاہیے کہ ریاستی یا علاقائی زبان کی تعلیم کا معیار دوسرے عام اسکولوں سے کسی طرح کم نہ ہو اردو دوستوں کو بہر حال اس معاملے میں دوسروں سے زیادہ بوجھ اٹھانے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

ہر ریاستی شاخ کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جب اردو کالج قائم ہو جائیں تو ان کا الحاق کسی موجودہ یونی ورسٹی سے ہونا چاہیے یا ملک میں تین یا چار الحاقی یونی ورسٹیاں قائم کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ ان یونی ورسٹیوں میں معیار کی یکسانیت کے مسئلے کو کس طرح حل کیا جائے گا۔

ریاستی شاخوں کو تمام مقامی شاخوں کے انتخابات وقت پر کرانے چاہئیں اور اس کے بعد اپنا انتخاب بھی قواعد کے مطابق باقاعدہ کرانا چاہیے۔ ہمارا سارا کام اعزازی ضرور ہے، مگر ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ اعزازی کارکن کسی طرح کل وقتی کارکنوں سے کم باقاعدہ اور چست نہیں ہوتے۔

ریاستی شاخوں کو اپنے حلقے میں اردو کی کتابوں کی حکومت کی لائبریریوں کے لئے خرید کے مسئلے پر بھی زور دینا چاہیے۔ اردو کے اخباروں کی ہمت افزائی کرنی چاہیے۔ عام کتابوں کے لئے نسخ خط کے لئے فضا ہموار کرنا چاہیے، خاص مطبوعات کے لئے نستعلیق پر زور دینا چاہیے۔ ہماری زبان کے لئے خریدار فراہم کرنے چاہئیں اور انجمن کی مطبوعات اور اردو کے دوسرے علمی اداروں کی معیاری مطبوعات کی خریداری کی طرف اردو دوستوں کو توجہ دلانا چاہیے۔ مرکزی انجمن کے دستور میں اگر اپنے تجربے سے وہ کچھ ترمیم ضروری سمجھیں تو اس کے متعلق مرکز کو لکھنا چاہیے۔ ایک زندہ اور باعمل برادری ہی ملک و قوم سے اپنے مطالبات منوا سکتی ہے۔ ہمیں اس وقت ایک تعمیری ذہن بنانا ہے صرف گرم تقریروں اور جوشیلے مظاہروں سے کچھ نہیں ہوتا۔

ایک علمی اور تحقیقی ادارہ کا قیام

یہ امر باعث مسرت ہے کہ انجمن اسلامیہ جبل پور (مدھیہ پردیش) نے وسیع پیمانے پر ایک علمی و تحقیقی ادارہ قائم کیا ہے۔ جس کا نام "انجمن اسلامیہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ برائے اردو، فارسی عربی" ہے۔ اس میں جبل پور یونیورسٹی کے پی۔ ایچ۔ ڈی اور ایم اے کے طلبہ باقاعدہ تعلیم پائیں گے۔

جناب ڈاکٹر خواجہ محمد حامد صاحب اس انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر ہیں۔

• محمد شہادت علی

امروہہ میں کل ہند اردو کانفرنس

پروگریسو رائٹرز ایسوسی ایشن شاخ امروہہ کے زیر اہتمام ۱۹/۲۰/۲۱ ستمبر ۱۹۷۱ء کو ایک آل انڈیا اردو کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

تمام شعراء، ادباء اور نقادانِ اردو و محبانِ اردو سے گزارش ہے کہ وہ اس کانفرنس میں شریک ہوں۔ ہر شہر، قصبہ اور صوبہ کے تمام اردو دوستوں اور بہی خواہوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

اہل قلم حضرات اپنے پتے ہمیں لکھ کر جلد بھیجیں تاکہ ڈیلیگیٹس کارڈ، دعوت نامے اور پروگرام ان کی خدمت میں جلد ارسال کئے جا سکیں۔

ڈیلیگیشن کے قیام اور طعام کا انتظام اردو کانفرنس کمیٹی کرے گی۔

• نظیر کیفی ناظم نشر و اشاعت
پروگریسو رائٹرز ایسوسی ایشن شاخ
امروہہ (یوپی)

کرامت علی کرامت

ترقی اردو بورڈ — ایک جائزہ

● جون میں دہرہ دون میں دس دن کا ایک اجتماع ہوا جس میں اصطلاح سازی کا کام خاصا آگے بڑھا۔

● اس سیمینار (یعنی جامعہ ملیہ کے سیمینار) کے ابتدائی اجلاس کے بعد دو حصے ہوگئے ایک انسانی اور سماجی علوم کا، دوسرا بنیادی سائنسی علوم کا۔ دونوں حصوں میں ترجموں کے مسائل پر غور کیا گیا۔

● علی گڑھ کے مصنفین اور مترجمین کا اجتماع ہوا...... یہاں بھی تراجم اور تصانیف کے مسائل پر غور کیا گیا۔

● تراجم اور تصانیف کے مسائل پر غور کرنے کے لئے حیدر آباد، لکھنؤ اور پٹنہ میں تین سیمینار ہوں گے، جہاں مقامی حضرات اپنے مسائل پر غور کریں گے۔

یہ تمام اقتباسات اداریہ "ہماری زبان" (علی گڑھ) مورخہ ۲۲ جولائی سنہ ۷۱ء سے لئے گئے ہیں اور ترقی اردو بورڈ سے متعلق ہیں۔ ہم اردو والے غور کرنے کے زیادہ عادی ہیں اور کام کرنے کے کم۔ جس زمانے میں ترقی اردو بورڈ کے لئے مرکزی حکومت کی طرف سے ایک کروڑ روپے دئے گئے تھے اسی زمانے میں "اڑیسہ ٹکسٹ بک بورڈ" کے لئے بھی ایک کروڑ روپے منظور کئے گئے تھے۔

لیکن جب ہم اردو والے اصطلاح سازی سے آگے بڑھ سکے اس بورڈ کی طرف سے نہ صرف یہ کہ نصاب کی کتابیں چھپ کر منظر عام پر آگئی ہیں، بلکہ گذشتہ گرمی کی تعطیل میں اڑیسہ کے تمام کالجوں کے اساتذہ کو اورینٹیشن ٹریننگ (ORIENTATION TRAINING) دی گئی ہے تاکہ اڑیا میں تعلیم دینے میں سہولت ہو۔ لہٰذا اس سال اتکل یونیورسٹی کے تحت تمام کالجوں میں اڑیا زبان میں پری یونیورسٹی کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ آئندہ سال فرسٹ ایئر ڈگری اور اس کے بعد رفتہ رفتہ چار سال میں بی۔ اے اور بی۔ ایس سی تک کی تعلیم کا انتظام اڑیا میں ہو جائے گا۔ چونکہ اتکل یونیورسٹی نے سائنس اور آرٹس کے لئے اڑیا کو ذریعۂ تعلیم کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے، اس لئے ٹکسٹ بک بیورو کے علاوہ دیگر پبلشروں نے نصابی کتابیں شایع کی ہیں جن میں سے بعض ٹکسٹ بک بیورو کی کتابوں سے بھی بہتر ہیں۔ یہاں کتابوں کے ترجموں پر بالکل توجہ نہیں دی جاتی بلکہ اوریجنل کتابوں کی تصنیف پر پوری توجہ مرکوز کی جاتی ہے جو یقیناً مستحسن ہے۔ بیورو کی طرف سے نصاب کی کتابوں کے مسودوں کے لئے اخباروں میں اشتہارات دئے جاتے ہیں۔ مختلف مسودوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ماہروں کی کمیٹی مختلف مسودوں سے مختلف ابواب لے کر نصاب کی کتاب مرتب کرتی ہے۔ بعض اوقات سب سے بہتر مسودہ منتخب ہوتا ہے یا پھر کسی ماہر فن سے کتاب لکھنے کی فرمائش کی جاتی ہے۔ لکھنے والوں کو فی صفحہ دس روپے بطور معاوضہ دئے جاتے ہیں۔ چونکہ کالجوں میں انگریزی کی بھی عام تعلیم دی جاتی ہے اس لئے طلبہ سے توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ محض اڑیا کی نصابی کتابوں تک خود کو محدود نہ رکھ کر مختلف علوم و فنون پر معیاری انگریزی کتابوں کا بھی مطالعہ کریں گے۔ اگر ہمارے طلبہ انگریزی کے بیش بہا سرمایہ سے استفادہ نہ کر سکے تو ان کا معیار یقیناً پست ہو جائے گا۔ ہماری رائے میں ترقی اردو بورڈ کو کتابوں کی تالیف و تصنیف کے سلسلے میں وہی رویہ اختیار کرنا چاہئے جو اڑیسہ کے ٹکسٹ بک بیورو کا ہے۔ لہٰذا:

(۱) ترقی اردو بورڈ کو ترجموں کی طرف اپنی توجہ مرکوز کرکے اس غلطی کی طرف مراجعت نہ کرنی چاہئے جو اس سے قبل جامعہ عثمانیہ یونیورسٹی سے سرزد ہو چکی ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی نے مختلف

جاوید دشت

چنڈی گڑھ

چنڈی گڑھ ہے پربت کنیا
چنچل
البیلی
الھڑ سی
مان سرور کی لہروں میں
ہنسوں کو موتی سے چگاتی
بین بجاتی
لٹ لہراتی
روپ کے گھونگھٹ پر اڑتی سی
ست رنگی گوریں کی چنریا!
چنڈی گڑھ ہے جادو نگری
جیتے جاگتے سنگاپے کی
یا بنجارے کا اکتارا
گونج اٹھا ہو
سانجھ کی بیلا
دور سلونے کہسار دل پر!

علوم و فنون کی کتابوں کے اردو ترجمے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ لیکن جب یہ کام ختم ہوا تو وہ تمام کتابیں OUT - DATED ہو گئیں جن کا ترجمہ کیا گیا تھا۔ لہٰذا ترقی اردو بورڈ کو چاہئے کہ ترجموں کا سلسلہ بند کر کے اوریجنل کتابوں کی تصنیف و اشاعت پر اپنی تمام توجہ مرکوز کرے۔ ظاہر ہے کہ محض مانگے کا اُجالا زیادہ دنوں تک ہمارے کام نہیں آسکتا۔ خدا کے فضل سے ہندوستان بھر میں اردو جاننے والے مختلف علوم و فنون کے ماہروں کی تعداد اچھی خاصی ہے اور ان میں سے بعض بین الاقوامی شہرت یافتہ ہیں اور وہ ایسی کتابیں لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جن کا ترجمہ بیرونی ممالک کی زبانوں میں بھی فخر کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے۔ اردو بورڈ کو ان سب کا تعاون حاصل کرنا چاہئے۔ چونکہ جرمن زبان میں مختلف علوم و فنون کی بہت ہی پر مغز کتابیں لکھی جاتی ہیں اس لئے ان تمام کتابوں کا انگریزی والے فوراً ترجمہ کر لیتے ہیں اس ضمن میں کیا اردو زبان جرمن زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتی؟ اگر ایسا ہو سکا تو غیر اردو داں طبقہ بھی اردو پڑھنے پر مائل ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں ترقی اردو بورڈ کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے۔

(۲) اردو یونیورسٹی کے قیام کے سلسلے میں "غور" کرتے وقت ہمیں سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا کہ کسی ایک یونیورسٹی میں کسی ایک زبان کو لازمی زبان کی حیثیت سے قبول کرنا جمہوری اصول کے خلاف ہے۔ اس اعتبار سے اگر کوئی شخص اردو یونیورسٹی میں بھی اڑیا یا بنگالی زبان میں جواب لکھنا چاہے تو اسے بھی اس کی اجازت ملنی چاہئے۔ لہٰذا بہار کی تمام یونیورسٹیوں میں اڑیا یا بنگالی طلبہ کو اپنی اپنی مادری زبان میں جوابات لکھنے کی اجازت ہے۔ جب تک کوئی یونیورسٹی (یہ علی گڑھ یونیورسٹی ہی کیوں نہ ہو) اردو کو ایک ذریعۂ تعلیم کی حیثیت سے قبول نہ کرے، تب تک اردو بورڈ کا سودا خسارے کا سودا ثابت ہوگا۔ لیکن جب اردو میں تعلیم کا انتظام ہو جائے تو صرف اردو بورڈ کیا، دوسرے پبلشرز بھی اردو میں مختلف علوم و فنون پر کتابیں چھپوانے کی ہمت کریں گے۔ ایسی صورت میں بازار میں اچھی کتابوں کی سب سے زیادہ مانگ ہوگی اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ یہ اردو بورڈ ہی کی کتابیں ہوں۔ بہرحال ایسی صورت میں مختلف علوم و فنون پر اردو میں اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہو جائے گا۔

(۳) ادبی کتابوں کی تصنیف و طباعت کے لئے اردو بورڈ کا ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہونا چاہئے، کیونکہ یہ کام تو انجمن ترقی اردو (ہند) کا ہے جسے الگ طور پر حکومت سے امداد ملتی ہے۔

فیض الحسن خیال

خطِ صبح

نسیمِ صبح کا دامن جھنجھوڑنے والے
گلوں کا رشتہ بہاروں سے توڑنے والے
خزاں سے پہلے گلستاں کو چھوڑنے والے
چلے چمن سے تو جنگل میں کھو گئے یارو
اندھیری رات کے دامن میں سو گئے یارو

اب ان کے ہاتھوں میں گل کی بجائے ہیں کانٹے
اب ان کی راہوں میں پھیلے ہوئے ہیں سناٹے
نئی سحر ہو تو خود دوستوں کو کیا بانٹے
قدم قدم پہ اندھیرے ہیں ان کی راہوں میں
نہیں ہے آئینۂ صبح ان کے ہاتھوں میں

خطِ صبح پہ یہ لوگ چل نہیں سکتے
چراغ بن کے اندھیروں میں جل نہیں سکتے
سحر کا غازہ بھی چہروں پہ مل نہیں سکتے
نظر اسیرِ تماشہ ہے ان کی گلشن میں
بجائے پھولوں کے شعلے ہیں ان کے دامن میں

مراسلات

حسرت عظیم آبادی

ہماری زبان یکم ستمبر ۱۹۷۶ء میں جناب عبدالعلی خاں صاحب یحییٰ پور ضلع فرخ آباد کا ایک استفسار حسرت عظیم آبادی کے متعلق شائع ہوا ہے، اس سلسلہ میں جواباً عرض ہے کہ ان کے پاس فارسی کا جو دیوان ہے وہ شمس العلماء مولوی محمد سعید حسرت عظیم آبادی کا ہے اور دیوان کا نام قسطاس البلاغت ہے۔

مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی کا تعلق پٹنہ عظیم آباد کے مشہور صادق پوری خاندان سے ہے وہ ۲۰ ذی قعدہ ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۶ء کو پٹنہ میں پیدا ہوئے اور تہتر سال کی عمر میں ۴ شعبان ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۸۸۶ء کو پٹنہ میں انتقال کیا۔ مغل پورہ پٹنہ سٹی میں اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ مولانا محمد سعید حسرت بڑے صاحب علم و فضل بزرگ گزرے ہیں وہ شیخ غلام علی راسخ عظیم آبادی کے شاگرد صاحب دیوان شاعر جناب انور علی یاس آروی کے بھانجے اور داماد تھے اور اردو کے مشہور شاعر مولانا ظہیر احسن شوق نیموی کو ان سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ حسرت عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں طبع آزمائی کرتے تھے۔

آپ کا دیوان "قسطاس البلاغت" ۱۳۰۰ھ میں مطبع احسن المطابع پٹنہ عظیم آباد سے شائع ہوا۔ جس میں تقریظ کے علاوہ ۴۹۰ صفحات ہیں۔ ص۳ سے ص۴۸۵ تک ردیف وار فارسی غزلیں ہیں۔ اس کا ایک نسخہ خدا بخش پبلک لائبریری بانکی پور پٹنہ میں (نمبر ۲۵۸ھ) اور دوسرا شاہ عطاء الرحمان صاحب سابق پروفیسر پٹنہ کالج کے پاس ہے۔ مولانا حسرت کی دوسری کتاب مقصد البلاغت ہے جس کے دو نسخے (نمبر ۲۴۹ھ اور ۲۰۰ھ) خدا بخش پبلک لائبریری میں ہیں مفصل معلومات کے لئے رسالہ معارف اعظم گڑھ، جولائی ۱۹۶۴ء ملاحظہ فرمائیں۔

• محمد مطیع الرحمٰن
پٹنہ

کچھ نسخہ بھوپال ثانی سے متعلق

یکم ستمبر ۱۹۷۶ء کے ہماری زبان میں نسخہ بھوپال ثانی سے متعلق "نو دریافت مخطوطہ غالب کے بارے میں" کے عنوان سے دو دلچسپ مراسلے شائع ہوئے ہیں۔ پہلے مراسلے میں کہا گیا ہے:

"میرے لئے کسی نسخہ کے مصنف کے نام کی اصولی اہمیت ہے تحقیق اور تنقید دونوں میں یہ بات یکساں طور پر اہم ہے کہ رائے دینے والا کون ہے محقق کے تحقیقی اکتسابات اور تجربے کی مدت کے تناسب سے اس کی رائے کی قیمت متعین ہوگی۔"

بہت خوب لیکن اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ محققین اور ماہرین سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں غالب کے سلسلے میں "بھوپال والی غزل" کے حادثے سے کون واقف نہیں۔ اس وقت جس نے اس لغزش کی طرف اشارہ کیا ہے اس کی عمر اور اس کا تجربہ لغزش کرنے والوں کے مقابلے میں کیا تھا؟ مراسلہ نگار اس سے تو واقف ہی ہوں گے لیکن یہ کوئی انوکھی بات نہیں تحقیق و تلاش کی دنیا میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ بزرگوں سے غلطیاں ہوئی ہیں آنے والی نسلوں میں سے کوئی آگے بڑھا ہے اور اس نے ان غلطیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ بعض باتیں ماننے کو جی نہیں چاہتا لیکن حقائق ماننے پر مجبور کرتے ہیں۔ "نسخہ بھوپال ثانی" کی اہمیت اسی میں ہے کہ وہ مخطوطہ غالب ثابت ہو۔ کاش ایسا ہی ہو لیکن تحقیق کرنے والوں کو موقعہ تو دینا چاہئے کہ وہ کسی فیصلہ پر پہنچنے سے پہلے اچھی طرح چھان بین کر لیں اور ہر طرح سے اپنے شکوک کو دور کر لیں یہ کیا ستم ہے کہ ہر شخص کو کسی ایک کے فیصلے کو ماننے پر مجبور کر دیا جائے۔

ڈاکٹر انصار اللہ قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے عام روش سے ہٹ کر اس نسخہ کا مطالعہ کیا اور تحقیق و تلاش کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اور اپنے تحقیق کے نتائج کو جرأت مندی کے ساتھ پیش کیا۔ ممکن ہے کہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ جس نتیجے پر وہ پہنچے ہیں وہ درست نہیں ہے (اور اگر ایسا ہوا تو بھی ان کی محنت و مشقت بے مقصد نہیں کہی جائے گی) لیکن اس وقت اس بات سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انھوں نے ہمارے دلوں میں شکوک پیدا کرنے میں کسی حد تک کامیابی حاصل کر لی ہے۔

"دل بیتاب کہ سینے میں دم چند رہا" اس غزل کے سلسلے میں محققین غالب اس کے سوا کیا جواب دے سکے ہیں کہ تذکرہ نگار قابل اعتماد نہیں کیا اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ غزل اسد امانی کی نہیں اور یقیناً اسد اللہ خاں غالب کی ہے؟

میری گذارش ہے کہ کسی فیصلے کے سنانے میں عجلت نہ کی جائے اور نہ ہی تحقیقی کام کرنے والوں کو لعن طعن کا

شکار بنایا جائے۔ تحقیق کرنے والوں کی طرف سے تحقیق کرنے والوں کے لئے تحقیر کے الفاظ زیب نہیں دیتے۔ اور نہ ہی یہ دور ایسا ہے کہ ان کے خلاف محاذ بنایا جائے اور اخبارات کے صفحات رنگین کئے جائیں۔ ابھی حال میں کچھ اخبارات میں اس طرح کے جذبات کو سہو اوینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کے نتائج سوائے نقصان دہ ہونے کے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ یہ طریقہ اردو میں تحقیق کرنے والوں کے لئے "المیہ" ہی کہا جائے گا۔

دوسرا مراسلہ کسی عبد العزیز خاں صاحب کا ہے۔ جو اپریل ۱۹۷۱ء کا لکھا ہوا ہے انھوں نے خط میں اپنا پتہ دینا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ اپریل کے بعد سے ان کی طویل خاموشی کہیں "اپریل فول" کی طرف تو اشارہ نہیں کر رہی ہے؟ ورنہ اگر اس مراسلے کے پیچھے صداقت ہے تو انھیں سامنے آنا چاہیئے۔ اور سچائی کی تلاش کرنے والوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ پس پردہ کیوں ہے؟

• عبد القوی دسنوی

میرٹھ کالج سے اردو کا اخراج

۲۹ر اگست کو یوپی کونسل میں مسلم انٹرمیڈیٹ کالج اسارا ضلع میرٹھ میں انٹر کی جماعت سے اردو کے اخراج کے مسئلے پر جو توجہ دہانی تحریک پیش کی گئی اور جسے رد کر دیا گیا اس نے اردو والوں کو پھر ایک بار مایوس کر دیا ہے۔ حکومت صاف طور پر اعلان کر چکی ہے کہ جہاں پر اردو پڑھنے والے ہوں گے وہاں ان کو اردو پڑھنے کے لئے سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ لیکن بے حد افسوس ہے کہ اس کالج میں طلبا اردو پڑھنا چاہتے ہیں مگر انھیں مایوس کیا جا رہا ہے شری ایس۔ این۔ ایم ترپاٹھی۔ ایم۔ ایل۔ سی۔ نے جو یہ کہا ہے کہ ادارے کے منتظمین کو کسی خاص مضمون کی تعلیم جاری رکھنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا یہ بات بڑی غیر ذمہ دارانہ ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ ہمارے کالج سے تعلق رکھنے والے موجودہ ایم۔ ایل۔ سی ٹھکرائی صاحب نے کونسل میں اردو کے مسئلے پر جو رویہ اختیار کیا وہ ان کی شایان شان ہے۔

اگر حکومت واقعی اردو والوں کو سہولتیں دینا ہی چاہتی ہے تو ایسے کالج کی امداد بند کر دے جو اردو پڑھنے والے طلبہ کو اس طرح مایوس کرتے ہیں۔ جہاں اردو پڑھنے والے موجود ہیں وہاں پڑھائی کا انتظام نہ کیا جانا سراسر ناانصافی ہے۔

• صغیر احمد

مترجم پریم ناتھ دت

رگوید ۱۰ — ۱۵۴

دعائے جنازہ

بعض ہیں کہ ان کے لئے شراب طہور کی بھی اصلاح ہو رہی ہے، بعض ہیں کہ قربانی کے لوازمہ کی رکھوالی پر مامور ہیں۔

وہ بھی ہیں جن کے لئے شراب انگبین کی نہریں بہہ رہی ہیں، مگر ان کو بھی چلنے دو!

سخت دستبردی سے جنھوں نے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر بنا لیا ہے، اور اس عمل سے جو آسمان کی بلندیوں تک جا پہنچے ہیں۔

جنھوں نے اپنی زندگی میں بڑی گرم جوشی دکھائی ہے، مگر ان کو بھی چلنے دو!

بہادر جو جنگیں ہی لڑتے رہے ہیں، اور جنھوں نے جان کو جوکھوں میں ڈالے رکھا۔

یا جنھوں نے لاتعداد انعام و اکرام حاصل کئے، مگر ان کو بھی چلنے دو!

ہاں! ہاں! ضابطہ و قانون کے اولین محرک، قانون کے سچے اور حقیقی محافظ۔

ہمارے اجداد ملک الموت بھی جن پر مہربان رہا ہے مگر ان کو بھی چلنے دو۔

ہزاروں خوبیوں سے آراستہ، ہزاروں برائیوں سے پیراستہ، سورج بھی جن کی پناہ مانگتا ہے۔

ہمارے رشی، ملک الموت بھی جن کا دم بھرتا ہے، مگر ان کو بھی چلنے دو۔

اخبار و افکار

کمیونسٹ پارٹی اردو کے بارے میں اپنے وعدے پر قائم

کمیونسٹ پارٹی کے مرکزی رکن جناب یوگیندر شرما نے اپنے ایک بیان میں جو ۲۹ر اگست کو پٹنہ میں جاری کیا گیا ان تمام الزامات کی قلعی کھول دی جو مفاد پرست پارٹیوں کی طرف سے اردو کے سلسلے میں اس کے خلاف لگائے جا رہے ہیں انھوں نے اپنے بیان میں کہا کہ

" جب میں دلی سے واپس آیا تو میرے چند دوستوں نے اردو اخبارات میں شائع ہونے والے میرے بیان سے متعلق چند خطوط، بیانات اور اداریئے پڑھ کر سنائے انگریزی اخباروں نے میرے بیان کو قطعی غلط رنگ دے کر اور توڑ مروڑ کر شائع کیا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ بیان کے پہلے دو اہم پیراگراف ہی حذف کر دئے گئے ہیں اور اس طرح اردو دوستوں اور کمیونسٹ پارٹی کے درمیان ایک دانستہ بدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ میں ایک بار پھر اردو زبان کے سوال پر کمیونسٹ پارٹی کے موقف کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

" ۱۹۶۹ء کے درمیانی صوبائی انتخاب کے موقع پر کمیونسٹ پارٹی نے اپنے چناؤ مینی فیسٹو میں اردو کے سلسلے میں یہ وعدہ کیا تھا کہ اردو زبان کی مخصوص حالت کو دھیان میں رکھتے ہوئے اسے مندرجہ ذیل سہولتیں دی جائیں گی۔

- جن علاقوں میں اردو زبان بولنے والے خاص تعداد میں ہوں اور جن بچوں کی مادری زبان اردو ہو ان کی ابتدائی تعلیم کا انتظام اردو میں کیا جائے۔
- جہاں اردو بولنے والے بچوں کی تعداد کافی ہو وہاں ثانوی تعلیم بھی اردو زبان کے میڈیم سے دی جائے۔
- یونیورسٹیوں میں بھی اردو زبان کی تعلیم کا بندوبست کرنا۔
- سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں اردو زبان میں درخواست دینے کی سہولتیں فراہم کرنا۔
- عام لوگوں سے رابطہ قائم کرنے والے سرکاری اشتہارات، قاعدے قانون وغیرہ اردو میں بھی شائع کئے جائیں۔
- اردو زبان اور ادب کی ترویج و ترقی کا کام کرنے والی انجمنوں کو سرکاری مدد دینا۔

" بہار ریاستی انجمن ترقی اردو نے ۹ر اگست کو جو مظاہرہ ریاستی سطح پر کیا اس کے سات نکاتی مطالبات و میمورنڈم کی تائید کمیونسٹ پارٹی نے ایک مرکز نکال کر اور مظاہرہ میں شریک ہو کر کی ہے۔

" انجمن کے ان مطالبات و میمورنڈموں میں یہی بات کہی گئی ہے کہ دستور ہند کی دفعہ ۳۴۷ کے مطابق سات مخصوص کاموں کے لئے اردو کا مطالبہ پورا کیا جائے ان میمورنڈموں میں انجمن نے نہ تو اردو کے لئے دوسری سرکاری زبان کا لفظ استعمال کیا ہے اور نہ علاقائی زبان کا۔ کمیونسٹ پارٹی اپنے الیکشن مینی فیسٹو میں اعلان شدہ موقف پر آج بھی قائم ہے۔

" میں یقین کرتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد جو غلط فہمی میرے بیان کو توڑ مروڑ کر شائع کرنے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی وہ یقیناً دور ہو جائے گی میرا تو خیال ہے کہ کمیونسٹ پارٹی اور اردو دوستوں کو مل جل کر ایک طویل عرصے تک ساتھ ساتھ چلنا ہے تاکہ اردو کے حقوق حاصل ہو سکیں اور عوام کی چند بنیادی تمنائیں پوری ہو سکیں۔"

• حیات نئی دہلی

بہار میں اردو کی ترقی و تحفظ کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کا مطالبہ

پٹنہ۔ راج بھون میں مرکزی وزیر زراعت و خوراک جناب فخرالدین علی احمد صاحب سے بہار کے اردو صحافیوں کے ایک وفد نے ملاقات کی اور ان کی خدمت میں ایک عرض داشت بھی پیش کی۔

وزیر موصوف کی خدمت میں مندرجہ ذیل عرض داشت بھی پیش کی گئی۔ " ریاست بہار جس کا رقبہ ۵۴۷۹۶ مربع میل اور مجموعی تعداد آبادی ۵ کروڑ ہے۔ ہندوستان کی ان ریاستوں میں سے ایک ہے جہاں اردو ایک عام زبان کی حیثیت رکھتی ہے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں میں مقبول ہے۔ ۱۴ر جولائی ۱۹۵۸ء کے وزارت داخلہ کے ایک پریس نوٹ کے بموجب بہار میں اردو کی وہی حیثیت ہے جو یوپی دلی اور پنجاب میں ہے۔

ہم بہار کی اردو آبادی کی طرف سے مرکزی وزیر زراعت و خوراک جناب فخرالدین علی احمد صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ بہار میں اردو کی ترقی اور تحفظ کے سلسلے میں درج ذیل سہولتیں فراہم کروانے میں ہماری مدد کریں۔

(۱) پرائمری اسکولوں سے لے کر گیارھویں درجہ تک اردو خواہ طلبہ کے لئے ذریعہ تعلیم اردو زبان کو قرار دیا جائے۔

(۲) یونیورسٹی کی سطح پر اردو خواں طلبہ کے لئے اردو کو ایک لازمی مضمون کی حیثیت دی جائے۔

(۳) تمام اسکولوں اور کالجوں میں تعداد طلبہ کی پابندی سے ہٹ کر اردو اساتذہ مقرر کئے جائیں۔

(۴) بہار میں ایک اردو یونیورسٹی بنائی جائے تاکہ اردو زبان و ادب کے تحفظ اور ارتقاء کے سلسلے میں مناسب طور پر کام کئے جا سکیں۔

(۵) عدالتوں اور دوسرے سرکاری دفاتر میں انگریزوں کے دور میں اردو زبان کو جو مرتبہ حاصل تھا وہی اب بھی برقرار رکھا جائے۔

(۶) تمام سرکاری اعلانات ہندی کے ساتھ اردو میں بھی کئے جائیں۔

(۷) سرکاری سائن بورڈ اور عوامی سہولتوں کے لئے اس طرح کے دوسرے سرکاری ذرائع میں بھی ہندی کے ساتھ اردو کا استعمال کیا جائے۔

(۸) محکمہ اطلاعات عامہ میں اردو کا ایک باقاعدہ شعبہ قائم کیا جائے، تاکہ عوامی شکایات وقت پر متعلقہ حکام تک پہنچیں اور سرکاری بے توجہی کا سلسلہ ختم ہو۔

(۹) اردو زبان و ادب کے ریسرچ ورک اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کو اردو میں منتقل کرنے کے لئے سرکاری گرانٹ جاری کی جائے۔ تاکہ نئی کڑیوں کے ساتھ تراجم کی اشاعت بھی ہو سکے۔ اس سے ایک قومی ذہن کی تعمیر میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

(۱۰) اردو کے مفلوک الحال شاعروں اور ادیبوں کے لئے مناسب طور پر سرکاری وظائف جاری کئے جائیں۔ ایسے فنکاروں کی کتابوں کی اشاعت کا بھی انتظام کیا جائے۔

• آدرش گیا

تھا پالیکا کانپور کے اسکولوں میں اردو ٹیچر کے تقرر کا مطالبہ

تھا پالیکا کانپور کے ذریعہ چلنے والے تمام پرائمری اور جونیر ہائی اسکولوں میں کہیں بھی اردو پڑھانے والے اساتذہ نہیں رکھے جاتے جب کہ محکمہ تعلیمات نے (جی۔او) کے ذریعہ یہ آرڈر جاری کر رکھے ہیں کہ جہاں بھی اردو پڑھنے والے طلبہ ہوں۔ یا جہاں ہو سکیں اردو ٹیچر سہ لسانی فارمولہ اسکیم کے تحت مقرر کئے جائیں۔ مگر افسوس ہے کہ یہ اردو ہمدردی صرف کاغذوں تک ہی محدود ہے۔ لہٰذا تھا پالیکا کے میئر صاحب اور کارپوریٹر حضرات کو چاہئے کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی موثر قدم اٹھائیں تاکہ اردو زبان کو فروغ ہو۔

• ریاست جدید

جشن ہندی

گورکھپور:۔ جناب حکیم ابوالکلام صدیقی کی قیام گاہ پر ایک ادبی نشست ڈاکٹر سلام سندیلوی کی صدارت میں ہوئی۔ اس نشست میں جشن ہندی منائے جانے کے متعلق طے کیا گیا کہ جلد ہی جشن ہندی کمیٹی کی تشکیل عمل میں لائی جائے۔ اس سلسلے میں عبدالاحد جنظم آبادی (کنوینر) عمائدین شہر اور ادیبوں و شاعروں کا ایک جلسہ منعقد کریں گے۔

• مہیش اشک

کوٹہ (راجستھان) کے اردو دوستوں کی سرگرمیاں

کوٹہ: گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی محبان اردو کوٹہ نے طلبہ و طالبات کے داخلوں کے لئے کافی جدوجہد کی۔ اس سال اسٹوڈینٹ اسٹیڈی سرکل کے طلبہ نے بہت گرم جوشی سے اس مہم کو کامیاب بنانے میں تعاون کیا۔ پائن پول گورنمنٹ مڈل اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے تیسری جماعت تک اردو کو ختم کر دیا تھا۔ ان جماعتوں کو پھر سے جاری کرانے کے لئے اسٹوڈینٹ اسٹیڈی سرکل کے طلبہ کا ایک وفد جناب عبدالنعیم بی۔اے فرسٹ ایر سائنس کی قیادت میں انسپکٹر آف اسکولز سے ملا اور اردو کے طلبہ کا داخلہ ان جماعتوں میں کئے جانے کا حکم انسپکٹر آف اسکولز سے حاصل کر کے اردو جماعتوں کو پھر سے قائم کر دیا۔ اسٹیڈی سرکل کے طلبہ نے پائیگاں سکنڈری اسکول اور رامپورہ گورنمنٹ مڈل اسکول میں جا کر طلبہ کو اردو پڑھنے کی ترغیب دلا کر مذکورہ اسکولز میں داخلہ کروائے۔ ان طلبہ نے باران اور قرب و جوار کے قصبوں میں بھی کام کیا۔ قابل ستائش ہیں۔ اسٹوڈینٹ اسٹیڈی سرکل کے یہ ہونہار طلبہ جن میں اردو کی خدمت کا جذبہ موجزن ہے ہمیں ان نونہالان قوم سے بہت کچھ امیدیں وابستہ ہیں۔

جناب سلطان احمد صاحب جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو شاخ کوٹہ نے گذشتہ مردم شماری کے لئے انجمن کی جانب سے ایک اشتہار شائع کر کے عوام کو خانہ نمبر ۱۴ میں اردو لکھائے جانے کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ انجمن ترقی اردو کوٹہ کے سابق صدر پروفیسر حافظ حکمت علی مرحوم کئی سالوں سے کوٹہ گورنمنٹ ڈگری کالج میں اردو کلاسز جاری کئے جانے کی کوشش کرتے رہے امسال انجمن کے جنرل سکریٹری سلطان احمد صاحب جناب اسرار الحق صدر سٹی کانگریس اور عبدالستار صاحب صدر اسٹوڈینٹ اسٹیڈی

سرکل کی کوششوں سے کالج ہذا میں اردو کلاس کھولے جانے کا حکم جناب آر۔ ایل۔ ماتھر ڈائریکٹر راجستھان کالجز نے جاری کرکے اردو نوازی کا ثبوت دیا۔ قریب ۲۵ طلبہ اردو میں داخلہ حاصل کرچکے ہیں، لیکن اب تک اردو لیکچرار کا کوئی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اردو طلبہ میں بےچینی اور مایوسی دکھائی پڑتی ہے۔ کچھ طلبہ مایوس ہوکر اردو کے بجائے دوسرا مضمون لینے کی فکر کررہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خوشگوار جدوجہد ناخوشگوار تعطل اور جمود کا شکار ہوجائے۔

ڈائریکٹر آف راجستھان کالجز نے پبلک سروس کمیشن راجستھان کو دانٹ دی ہے لیکن یہ نوبت لمبا راستہ ہے جہاں نئی جماعت جاری ہوئی ہو وہاں اگر چار چھ مہینے بعد لیکچرار کا تقرر ہو تو طلبہ کا کیا حشر ہوگا ہم مرکزی انجمن ترقی اردو جے پور راجستھان کے جنرل سکریٹری صاحب سے استدعا کرتے ہیں کہ ڈائرکٹر صاحب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائیں کہ فی الحال کسی بچے ہوئے کالج سے اردو لیکچرار کا انتظام فرمائیں یا کسی پارٹ ٹائم لیکچرار کا تقرر کردیں تاکہ گورنمنٹ کا بھی خرچہ کم ہو اور طلبہ کا بھی نقصان نہ ہو جیسا کہ اسی کوٹہ کالج میں اکنامکس کا مضمون کھلنے پر اول سال کے لئے کیا گیا تھا۔

جامعہ اردو کے امتحانات کا سنٹر کوٹہ میں گذشتہ ۱۷ سال سے بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے جو اردو کے لئے فال نیک ہے۔ ان امتحانات کے روح رواں جناب عبدالشکور صاحب شمیم ایم۔ اے (علیگ) جناب منشی خلیل احمد صاحب خلجی بی۔ اے، جناب دادا عمر دراز صاحب سابق میونسپل کونسلر اور جناب محمد حسین صاحب ایڈوکیٹ سابق صدر انجمن ترقی اردو ہیں یہ مخلص محبان اردو گھر گھر جاکر ان امتحانات کی اہمیت سمجھا کر امیدوار مہیا کرنے کی سرگرم سعی فرماتے ہیں ان شخصیتوں کے دم سے آج سیکڑوں طالب علم ان امتحانات کو پاس کرچکے ہیں اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ۱۹۴۷ء کے بحران کے بعد جہاں مولانا احترام الدین صاحب شاغل مرحوم "بابائے اردو راجستھان" نے گورنمنٹ سے جدوجہد کرکے راجستھان میں اردو کو فروغ دیا وہاں ان ممتاز شخصیتوں نے کوٹہ میں اردو کا جال بچھا دیا اور آج کوٹہ میں چھ پرائمری اسکول، چار مڈل اسکول، ایک سکنڈری اسکول اور دو ہائر سکنڈری اسکولز سے لے کر ڈگری کالج تک اردو پہنچ گئی ہے۔

• عبدالنعیم سکریٹری اسٹوڈینٹ
اسٹڈیز سرکل کوٹہ (راجستھان)

قانون سازی اور سرکاری احکامات میں تلگو کا استعمال

حیدرآباد: سرکاری زبان کی جائزہ کمیٹی نے لیجسلیچر میں پیش کئے جانے والے تمام بل، گورنر کی جانب سے نافذ کئے جانے والے تمام آرڈیننس اور کسی بھی مرکزی یا ریاستی قانون کے تحت ریاستی حکومت کی جانب سے جاری کردہ تمام احکام، قواعد اور ذیلی قوانین کے لئے تلگو کے استعمال کے لئے کوئی آخری تاریخ مقرر کرنے پر زور دیا ہے۔ اس کمیٹی کے صدر نشین وزیر تعلیم مسٹر پی وی نرسمہا راؤ ہیں جنہوں نے آج اسمبلی میں کمیٹی کی رپورٹ پیش کی۔ کمیٹی نے تجویز پیش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو سال میں مندرجہ بالا مقاصد کے لئے تلگو استعمال کی جانی چاہئے۔

کمیٹی نے کہا ہے کہ جہاں تک ریاست کے مقررہ علاقوں میں مقررہ سرکاری مقاصد کے لئے اردو، مرہٹی اور کنڑی کے استعمال کا تعلق ہے کمیٹی نے اس خصوص میں پیشرفت کا مسلسل جائزہ لینے پر زور دیا۔ کمیٹی نے مزید کہا ہے کہ تلگو کے متعلق عمل آوری میں اس کمیٹی کی سفارشات مناسب تبدیلیوں کے ساتھ ان زبانوں پر بھی لاگو کی جاسکتی ہیں۔ ان زبانوں پر لاگو ہونے والی سفارشات پر جہاں تک عمل آوری ہوسکے غور کیا جانا چاہئے۔ سرکاری زبان کی جائزہ کمیٹی نومبر ۱۹۷۰ء میں مقرر کی گئی تھی۔

• سیاست حیدرآباد

نوی پیٹ میں اردو ذریعہ تعلیم کے انتظام کا تیقن

حیدرآباد: چیف منسٹر مسٹر کے برہمانند ریڈی اور وزیر تعلیم جناب پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ نے نوی پیٹ (نظام آباد) کے ایک وفد کو اس بات کا تیقن دیا ہے کہ وہاں بہت جلد اردو ذریعہ تعلیم کا انتظام کردیا جائے گا جناب بدری وشال پتی ایم۔ ایل۔ اے اور ڈاکٹر ملک فضل الرحمن معتمد اردو کمیٹی نوی پیٹ کے علاوہ سیٹھ محمد خان، مولوی محمد علی اور جناب سید یوسف حسین پر مشتمل وفد نے ان قائدین سے ملاقات کرکے ایک تفصیلی میمورنڈم پیش کیا۔ جس میں اس بات کی شکایت کی گئی کہ (۱۰) ہزار نفوس پر مشتمل اس آبادی والے قصبہ میں (۸) ہزار اردو بولنے والے موجود ہیں۔ لیکن تا حال یہاں اردو تعلیم کا کوئی سرکاری انتظام نہیں کیا گیا۔

• سیاست حیدرآباد

اردو ذریعہ تعلیم کے انتظام کا مطالبہ

معتمد انجمن ترقی اردو میدا پلی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اردو میڈیم کا انتظام تو ہو گیا لیکن ساتویں اردو کلاس کے لئے ایک ہزار طلبہ کی شرط لگائی گئی ہے اور اساتذہ کی فراہمی پر خاموشی تعجب خیز ہے حالانکہ ضلع پریشد ہائی اسکول، جونیر کالج، پرائمری سب میں بوقت قیام ڈویژن مشر کے عوام نے اپنی جیٹ کاٹ کر داخل کیا ہے تو پھر متوازی کلاسوں کے اضافہ پر جو ایک ناگزیر ضرورت ہے ایک ہزار کا لزوم تکلیف دہ ہے اردو داں طبقوں میں اس تعلق سے بے چینی بڑھتی جا رہی ہے۔ پریسیڈنٹ کمیٹی کو چاہیے کہ وہ معاف کرکے باضابطہ اجازت دیدیں اور اسٹاف کی فراہمی میں عجلت کریں چونکہ ساتویں اردو کو قائم ہوئے تین ماہ سے زائد عرصہ گزر رہا ہے اسٹاف خاطر خواہ نہ ہونے سے تعلیم متاثر ہو رہی ہے۔ بورڈ کا امتحان ہونے سے اس کی زیادہ اہمیت ہو گئی ہے۔ بلاک ڈویلپمنٹ افسر، پریسیڈنٹ کمیٹی و مہتمم صاحب تعلیمات ضلع کریم نگر توجہ کریں۔

• رہنمائے دکن

فہرست رائے دہندگان کی اردو میں اشاعت کا مطالبہ

محبوب نگر: اراکین بلدیہ محبوب نگر نے ایک صحافتی بیان میں حکومت آندھرا پردیش سے مطالبہ کیا ہے کہ تلگو کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی فہرست رائے دہندگان شائع کی جائے۔ حیدرآباد، اضلاع تلنگانہ اور آندھرا کے اکثر شہروں میں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے حکومت کو چاہیے کہ آندھرا پردیش کے ان تمام مقامات پر جہاں کم از کم دس فیصد رائے دہندگان اردو بولنے والے موجود ہوں فہرست رائے دہندگان اردو میں بھی شائع کی جائے انہوں نے اپنے مشترکہ بیان کے ذریعہ حکومت آندھرا پردیش سے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ ڈگری کالجس میں تلگو ذریعہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو ذریعہ تعلیم کو بھی برقرار رکھا جائے۔

• سیاست حیدرآباد

بمبئی کے اردو ایڈیٹروں کا مظاہرہ

نئی دہلی: بمبئی کے اردو اخبارات کے ایڈیٹروں نے پاکستان ہائی کمیشن پر مظاہرہ کیا اور ہائی کمیشن کے ذمہ داران کو ایک میمورنڈم پیش کیا جس میں شیخ مجیب الرحمٰن کے خلاف مقدمہ کی مذمت کی اور مقدمہ واپس لینے اور شیخ مجیب کو رہا کرنے کا مطالبہ کیا بعد میں ان ایڈیٹروں نے امریکی سفارتخانہ پر مظاہرہ کیا اور پاکستان کو اسلحہ کی سپلائی کی مذمت کی۔

• الجمعیۃ دہلی

اردو ٹیچرز کے لئے ٹریننگ کی شرط

الہ آباد: یوپی مسلم اسکولس و کالجز فیڈریشن کی مجلس عاملہ کی ایک میٹنگ میں ایک تجویز کے ذریعہ اس بات پر افسوس کیا گیا کہ ایڈیشنل ڈائرکٹر آف ایجوکیشن یوپی کے سرکلر مورخہ ۷ر مارچ سنہ ۱۹۶۹ء کے باوجود جس کا مقصد ریاستی وزرائے تعلیم کے فیصلہ اگست سنہ ۱۹۶۹ء متعلق ذریعہ تعلیم پر عملدرآمد کرانا تھا محکمہ تعلیم نے مختلف مضامین میں اردو کی درسی کتب کا کوئی انتظام نہیں کیا۔

ایک دوسرے ریزولیوشن کے ذریعہ مجلس عاملہ نے اس بات پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ حکومت یوپی نے اردو ٹیچرس کی ٹریننگ کا کوئی بندوبست نہیں کیا ہے۔ B - T - C میں داخلے کے لئے اردو داں ٹیچرس کے انتخاب کا کوئی نظم

نہ ہونے بغیر ۵۔۴۔۰۔۵ کا ٹریننگ میں اردو زبان کا طریقہ تعلیم کا کوئی بندوبست نہ ہونے کے باوجود اردو ٹیچروں کی تقرری میں ٹرینڈ ہونے کی شرط لگادی گئی ہے۔ جو انتہائی نامناسب ہے۔ لہذا مجلس عاملہ مطالبہ کرتی ہے کہ جب تک اردو داں ٹیچروں کی ٹریننگ کا انتظام نہ ہو۔ اس وقت تک کے لئے ان کی تقرری میں ٹریننگ کی شرط ہٹادی جائے اور جو اردو ٹیچرس کام کر رہے ہیں ان کا ڈیپارٹمنٹل امتحان یا دوسالہ ٹریننگ . . . . . . ۔ یا ریفریشر کورس کا بندوبست کیا جائے۔

• مدینہ بجنور

(باقی کالم دو سے آگے)

موضوعات پر قلم اٹھایا ہے مثلاً عمر حیات خاں غوری نے غالب کے قصائد پر، متین سعید نے تلمیحات غالب پر، خالد محمود نے غالب کی نعت گوئی پر اور سید ظہیر الاسلام نے غالب کی خود اپنے کلام کی شرح پر۔ یہ سب مضامین دلچسپ بھی ہیں اور قابل مطالعہ بھی۔ میگزین کا حصۂ نظم بھی اچھا ہے۔ نثار راہی نے "غالب سیفیہ کالج میں" خوب لکھا ہے

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

سیفیہ کالج بھوپال میں شاید صرف دو یا تین سال ہوئے ایم۔اے کے درجات کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس منزل پر اس قدر کامیاب "غالب نمبر" کی اشاعت سے یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ انشاء اللہ یہ شعبہ زبان و ادب کی خدمت میں جلد امتیاز حاصل کر سکے گا۔

کتابیں ملیں

(تبصرے کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

کلام غالب کے انگریزی ترجمے

مرتب : ایف محمد خاں
ناشر : جید پریس عمر شریف روڈ بنگلور ۲
صفحات : ۸۲ ؛ قیمت : ۵ روپے

انتخاب مضامین شبلی

مرتبہ : رشید حسن خاں
ناشر : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی
صفحات : ۲۰۸
قیمت : ۷ روپے

(باقی صفحہ ۱۲ سے آگے)

اور نثر نگاروں پر انھوں نے محض تحقیق نہیں بلکہ ناقدانہ نظر ڈالی ہے خاص طور سے ناصر علی اور نعمت خاں عالی پر ان کے مضامین اچھے اور دلچسپ ہیں جس سے ان ادیبوں کا جینئس پوری طرح ابھر کر سامنے آجاتا ہے شعروں کے انتخاب سے ان کی خوش مذاقی کا پتہ چلتا ہے نثر کے اقتباسات مختصر نمائندہ اور خیال انگیز ہیں ان سب خوبیوں کی وجہ سے ان کے تحقیقی مقالہ میں ایک خوشگوار توازن آگیا ہے موجودہ دور کی محققانہ سرگرمیوں نے گمنام اور بیحقیقت مصنفوں کو کھود کھود کر جو دھول اڑائی ہے اس میں یہ کتاب اپنے ادبی شاہکاروں کی جگمگاہٹ لئے ہوئے ایک کہکشاں معلوم ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اٹھارھویں صدی کے فارسی ادب کی صحیح نشاندہی کے لئے اس کتاب کا پڑھنا لازمی ہے۔

محمد انصار اللہ

مجلہ سیفیہ — غالب نمبر ۷۰-۱۹۶۹ء

نگراں۔ عبدالقوی دسنوی۔ مدیر۔ متین سعید
ضخامت۔ ۲۷۰ صفحات

سیفیہ کالج بھوپال کے شعبہ اردو کے اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ بڑی لگن کے ساتھ علمی مقاصد کے حصول کی جد و جہد کرتے رہتے ہیں۔ غالب صدی کے موقع پر انھوں نے جو کتابیں شائع کی ہیں وہ عموماً علمی حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہیں۔

شعبہ نے مجلہ سیفیہ کا غالب نمبر بھی شائع کیا ہے اس میں رضا محمد حضرت جی کے تعارف کے ساتھ غالب کے غیر مطبوعہ خطوط کے علاوہ دیوان غالب کے دو قلمی بھوپالی نسخوں کا جس طور پر تعارف کرایا گیا ہے وہ نہایت قابل قدر ہے۔

مجلہ سیفیہ کے اس غالب نمبر کے مرتبین نے عہد حاضر کے نام برآوردہ اساتذہ کے مضامین کے ساتھ ساتھ کالج کے اساتذہ اور طلبہ کے رشحات قلم بھی شائع کئے ہیں۔ طلبہ کے مضامین سے شعبہ کے تعلیمی معیار اور مزاج کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان میں بیشتر بہت اچھے ہیں۔ ایک بات جو ان مضامین کو پڑھنے کے ذہن میں آتی یہ ہے کہ طلبہ کو اپنے ماخذ پر بھی نظر رکھنی ضروری ہے غیر معیاری اور سرسری قسم کے مضامین کا حوالہ دینے سے خود ان کے مضامین کا معیار پست ہو جانے کا اندیشہ ہے، بہر حال طلبہ کی ہمت کی داد دینی چاہیئے کہ انھوں نے بعض اچھوتے لیکن اہم تر

(باقی کالم ایک پر)

تبصرے

ڈاکٹر وارث کرمانی

"فارسی ادب بعہد اورنگ زیب"

تصنیف : ڈاکٹر نورالحسن انصاری
ناشر : انڈو پرشین سوسائٹی دہلی
صفحات : ۲۲۰ - قیمت ۱۶ روپے

"فارسی ادب بعہد اورنگ زیب" دراصل ڈاکٹر نورالحسن انصاری کا تحقیقی مقالہ ہے جسے انھوں نے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے دہلی یونیورسٹی میں پیش کیا تھا۔ اب اسے ضروری ترمیم و اصلاح کے بعد کتابی شکل دی گئی ہے۔ جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے اس میں عالمگیری دور کے فارسی ادب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کتاب کے شروع میں چند صفحات تاریخی و سماجی پس منظر سے متعلق ہیں اس کے بعد اس زمانے کے شاعروں کا تفصیلی بیان ملتا ہے۔ حصۂ نثر میں ابواب کی تقسیم مضمون وار ہے جن میں مکاتیب، انشا، داستان اور قصے، تراجم، موسیقی، تاریخ، سوانح، تصوف، اخلاقیات اور دیگر علوم شامل ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مصنف نے بڑی کاوش سے یہ کام انجام دیا ہے اتنے بڑے پروجکٹ کو ذمہ داری کے ساتھ پورا کرنا خود ایک کارنامہ ہے جسے تسلیم نہ کرنا کسی علم دوست کے لئے ممکن نہیں پھر بھی سچ تو یہ ہے کہ یہ کام پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی متعینہ مدت اور ایک اسکالر کے امکانات سے فزوں تر ہے زیادہ سے زیادہ اسے منظوم حصے تک محدود کرنا تھا یا پھر نثر میں کسی ایک یا چند موضوعات پر لکھا جا سکتا تھا کیونکہ پورے نثری ادب کا احاطہ کرنا بھی دشوار ہوتا اسی لئے یہ کتاب اچھی اور مفید ہوتے ہوئے جامع نہیں کہی جا سکتی۔ مصنف نے اس عہد کے زیادہ سے زیادہ لکھنے والوں کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے چنانچہ شخصی تذکروں نے اجتماعی رجحانات پر لکھنے کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔ نظم و نثر کے حصوں کی ابتدا میں کلی جائزے کے طور پر چند صفحات ضرور لکھے گئے ہیں لیکن وہ کتاب کی ضخامت کو دیکھتے ہوئے بہت کم ہیں عالمگیری عہد جیسا کہ مصنف نے خود اعتراف کیا ہے۔ اپنی طویل مدت کے علمی کارناموں کی وجہ سے فارسی ادب کی تاریخ میں اہمیت رکھتا ہے میری نظر میں اس عہد کا آخری نصف حصہ کم از کم شاعری کے اعتبار سے انقلابی حیثیت کا حامل ہے۔ مغل ہندوستان کا جوش و جذبہ اس زمانے تک آتے آتے سرد ہو کر قوس نزولی کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس میں مادیت پرستی کے بجائے فلسفیانہ قنوطیت اور مابعد الطبیعاتی غور و فکر کا رنگ غالب ہے یہ رنگ آج کے جدید ترین ادبی رجحانات سے بہت مماثلت رکھتا ہے فیضی اور عرفی کی بلند آہنگ شاعری سے اگر بیدل اور اس کے ساتھیوں کے کلام کا مقابلہ کیا جائے تو مغل تہذیب کے عروج و زوال کا یہ فرق آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے بیدل نے اپنے گہرے تفکر اور داخلی عرفان سے فارسی ادب کو نہ صرف ایک موڑ دیا بلکہ اسے بین الاقوامی سطح پر ایک تحریک کی شکل عطا کی جو انیسویں صدی میں خراسان اور ماوراء النہر (موجودہ افغانستان اور روس) میں بیدلیت BEDILISM کے نام سے مشہور ہوئی[1] گو تم بدھ کی طرح بیدل نے بھی ہندوستان کے باہر اپنی اہمیت پیدا کی اور اپنے وطن میں گمنام رہا یہاں تھوڑے بہت لوگ جو اس سے واقف بھی ہیں وہ مرزا غالب پر غلط اثر ڈالنے کے مجرم ہیں۔

تغو بر تو اے چرخ گردان تغو

اس کتاب کے مصنف پر سب سے بڑی ذمہ داری یہ عائد ہوتی تھی کہ وہ بیک بندی کی اس زیریں لہر SUBTERRANEAN CURRENT کو تلاش کرے اور ان اسباب و عوامل پر نظر ڈالے جس نے بیدل جیسا عظیم مفکر پیدا کیا خود بیدل کی حیات اور تصنیفات پر ڈاکٹر نورالحسن انصاری نے تفصیل سے نظر ڈالی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس کی اہمیت سے باخبر ہیں ان کا بیان ہے کہ ہندوستان میں فارسی ادب کے چار ستون ہیں امیر خسرو، بیدل، غالب اور اقبال۔[2] بیدل کی شخصیت اور سیرت پر بھی انھوں نے متوازن اور غیر جذباتی رائے دی ہے وہ اس کی عظمت کے معترف ہیں لیکن عقیدت مند نہیں۔ دوسرے شاعروں

(باقی صفحہ ۱ پر)

---

[1] تفصیل کے لئے ریپکا J. RYPKA کی HISTORY OF IRANIAN LITERATURE میں تاجکی ادب کا باب دیکھا جا سکتا ہے

[2] میری رائے میں اقبال کے بجائے فیضی کا نام انصاری صاحب کو رکھنا چاہئے۔

مالکہ انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ پرنٹر و پبلشر سید تفضل حسین ایم اے نے لیتھو کلر پریس علی گڑھ میں چھپوایا اور دفتر انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ سے شائع کیا
REGD. NO. L. 922　　فون نمبر ۲۹　　R. NO. 2186/57